eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

ڈاکٹر محمد رمضان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

Dr Muhammad Ramzan
Email: ramzan.tahir@iub.edu.pk
Assistant Professor Departement of Iqbal Studies, Islamia University, Bahawalpur

بچے اقبال کی نظر میں

CHILDREN IN IQBAL'S POETRY

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i02.130

ABSTRACT

Children are the future of any nation, so parents, teachers, and writers are responsible for their better education, proper care, and proper care, so they must be familiar with the psychology of children Literature helps to nurture the new generation. The unique place that children's literature has in the world today is only the result of the efforts of writers and poets.

The importance of children's etiquette cannot be denied. Literature not only instills in children feelings of joy and happiness but also enlightens them with the light of life and high values and gives children high ambitions to face the difficulties that may arise in life to come. Allama Iqbal has a special feature in the creation of children's literature. He was not only a great poet but he was also a good prose writer. He has also written excellent poems for children. Iqbal has certainly given some moral lessons through these poems but he does not teach ethics directly. There is a poetic motive in the poems. They do not allow their poems to be simple and simple as to make them feel uninteresting. This article tries to find out what Iqbal wrote for children in our social life. What are the effects?

KEYWORDS
Iqbal, Children, Children Literature, Sermons, Ethics, Features, Emotions, Innocense, Cuteness, Mission, Training, Warrior

Received: 14-Dec-22
Accepted: 23-Dec-22
Online: 30-Dec-22

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں اس لئے ان کی بہتر تعلیم و تربیت، سلیقہ مندانہ نگہداشت اور مناسب دیکھ بھال کی ذمہ داری والدین، اساتذہ اور لکھنے والوں پر عائد ہوتی ہے اس لیے انکا بچوں کی نفسیات سے واقف ہونا ضروری ہے کسی بھی قوم کا ادب اس کی نئی نسل کو پروان چڑھانے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے آج دنیا میں بچوں کے ادب کو جو منفرد مقام حاصل ہے وہ صرف ادیبوں

شاعروں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بچوں کے ادب کی اہمیت سے کسی صورت انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ادب بچوں میں نہ صرف خوشی اور مسرت کے احساسات و جذبات پیدا کرتا ہے بلکہ انھیں زندگی کی روشنی اور اعلیٰ اقدار سے بھی روشناس کراتا ہے۔ ادب بچوں کی آنے والی زندگی میں پیش آنے والی مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لیے بلند عزائم عطا کرتا ہے ان کے دل کی کلی کو مرجھانے سے بچا کر ہر وقت شگفتہ رکھنے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کا ادب دراصل وہی ادب ہے جس میں بچے اپنی مرضی سے دلچسپی کا اظہار کریں جو ان کے ذوق اور مزاج کے ہم آہنگ ہو۔ عام مشاہدے میں ہے کہ بچوں کا ادب اکثر بڑے تخلیق کرتے ہیں لیکن وہ اُس وقت تک معیاری اور موثر ادب تخلیق نہیں کرسکتے جب تک کہ وہ خود بچوں کی نفسیات سے واقف نہ ہوں۔

ادیب کے لئے بچوں کا ادب تخلیق کرتے وقت اہم مرحلہ موضوع کا انتخاب ہے، موضوع ایسا ہونا چاہیے جس سے بچے دلچسپی رکھتے ہوں اور اس سے ان کے کردار پر مثبت اثرات مرتب ہوں۔ ہمارے یہاں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچوں کے لیے صرف ایسا ادب تخلیق کرنا چاہیے جس میں صرف اور صرف اصلاحی اور اخلاقی پہلو پائے جائیں، مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ کہانی اور نظم کا تعلق فن لطیف سے ہے۔ جس کا تقاضہ ہے کہ کہانی میں محض اخلاقیات کو ہی گھسیڑا جائے تو وہ کہانی یا نظم نہیں رہتی بلکہ محض وعظ بن جاتی ہے اس لیے ادب کی تخلیق کے لیے مقصد کی حیثیت ثانوی ہی بہتر معلوم ہوتی ہے۔ دلچسپ انداز اختیار کر کے بھی مقصد کا حصول ممکن ہے۔

بچوں کے ادب کی تخلیق میں علامہ اقبال کا ایک اچھا خاصہ حصہ ہے وہ صرف بلند پایہ شاعر ہی نہ تھے بلکہ وہ ایک اچھے ادیب بھی تھے۔ انہوں نے اپنی بہترین نظموں اور غزلوں کے علاوہ بہت اعلیٰ موضوعات پر مضامین بھی لکھے اس سلسلے کی پہلی کڑی ان کا مضمون بچوں کی "تعلیم و تربیت" ہے جو "مخزن" میں جنوری 1904ء میں شائع ہوا تھا۔ اقبال نے اس مضمون میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ماہرین تعلیم کے جدید نظریات کی روشنی میں چند اصولی باتوں کی وضاحت کی ہے اس لحاظ سے یہ مضمون بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اقبال اس مضمون میں لکھتے ہیں:

> سچ پوچھئے تو تمام قومی عروج کی جڑ بچوں کی تعلیم ہے اگر طریق علم عملی اصولوں پر مبنی ہو تو تھوڑے ہی عرصے میں تمام تمدنی شکایات کافور ہو جائیں اور دنیوی زندگی ایک ایسا دلفریب نظارہ معلوم ہو کہ اس کے ظاہری حسن کو مطعون کرنے والے فلسفی اس کی خوبیوں کے ثناخواں بن جائیں۔(1)

بچوں کی فطرت ہے کہ وہ رنگین چیزوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں بچوں کو اشیاء کو غور سے دیکھنے اور انھیں چھونے میں زیادہ لطف آتا ہے اقبال کے نزدیک بچوں کی اس نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اصول قائم ہو کہ بچے کے ابتدائی اسباق رنگین اشیا کے متعلق ہوں۔ اقبال نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ایک اصول یہ بھی بتایا ہے کہ "معلموں کا فرض ہے کہ ابتدا سے ہی بچے میں اخلاقی تحریکوں سے متاثر ہونے کی قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کریں، مثلاً شروع سے ہی انھیں ہمدردی سکھائیں نیز اس امر کے متعلق ضروری ترتیب کا لحاظ رکھے۔(2)

علامہ اقبال نے خالصتاً بچوں کے لیے جو نظمیں لکھی ہیں ان کے علاوہ دیگر چند نظموں مثلاً عہد طفلی، بچہ اور شمع، طفلِ شیر خوار اور والدہ مرحومہ کی یاد میں کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کے ادب ان کی تربیت اور ان کی نگہداشت کے سلسلہ میں گہری دلچسپی رکھتے تھے اور انھیں بچپن کا زمانہ خود بھی بہت عزیز تھا۔ علامہ اقبال کے شعری سفر پر نظر ڈالی جائے تو یہ عیاں ہوتا ہے کہ جب وہ ابھی محض شیخ اقبال کے نام سے پہچانے جاتے تھے ابھی ان کی شہرت ہر خاص و عام تک نہیں پہنچی تھی۔ 24- فروری 1900ء میں جب وہ پہلی بار انجمن حمایت اسلام کے پلیٹ فارم سے ایک بڑے عوامی اجتماع کے ذریعے بطور شاعر متعارف ہوئے تو انہوں نے اپنی شعری زندگی کا آغاز بچوں کی شاعری سے کیا تھا۔ آپ نے انجمن حمایت اسلام کے پندرھویں اجلاس جس کی صدارت شمس العلماء مولوی نذیر احمد نے کی تھی میں اپنی طویل نظم "نالہ یتیم" پڑھی تھی۔ نفس مضمون اور اقبال کے لب و لہجے نے سامعین کی آنکھیں اشک بار کر دی تھیں۔ اس نظم میں اقبال نے پیغمبر اسلام کی زبانی یتیم بچوں کے لئے چندا مانگا تھا یہ نظم تقریباً 103 اشعار پر مشتمل تھی۔ نظم اتنی مقبول ہوئی کہ حاضرین نے چاروں طرف سے انجمن حمایت اسلام کے لئے چندہ کی بوچھاڑ شروع کر دی اور بے بس و بے سہارا بچوں کے لیے خاطر خواہ سرمائے کا بندوبست ہو گیا نالہ یتیم بچوں کی پہلی نظم تھی جو اقبال نے ہزاروں کے مجمع میں پڑھی تھی محمد حنیف شاہد کے مطابق

"نالہ یتیم کے نفس مضمون اور شاعر کے دلکش لہجے نے وہ سماں باندھا کہ حاضرین ہمہ تن گوش تھے اور ان کی آنکھیں اشک بار تھیں"(3)

اس نظم کو بعد میں بانگ دَرا میں شامل نہیں کیا گیا تھا اس کا ایک بند ملاحظہ کیجیے۔

عین طفلی میں ہلال آسا کمر خم کھا گئی
صبح پیری کی مگر بن کر یتیمی آگئی
یاد ناکامی اسے کیا جانے کیا سمجھا گئی
شعلہ سوز والم کو اور بھی بھڑکا گئی
دم کے بدلے میرے سینے میں دم شمشیر ہے
زندگی اپنی کتاب موت کی تفسیر ہے(4)

علامہ اقبال نے اگلے سال پھر انجمن حمایت اسلام کے پلیٹ فارم سے بچوں کے موضوع پر نظم "ایک یتیم کا خطاب" ہلال عید سے" پڑھی اس نظم کو بھی خوب پذیرائی ملی۔ نظم عہد طفلی جو پہلی بار جولائی 1901ء میں "مخزن لاہور" میں شائع ہوئی تھی اس میں اقبال نے ساحر ایام سے مخاطب ہو کر اپنے بچپن کو یاد کیا تھا۔ اس نظارے کی آرزو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

درد طفلی میں اگر کوئی رلاتا تھا مجھے
شورش زنجیر در میں لطف آتا تھا مجھے(5)

اس کے علاوہ ایک اور نظم طفل شیر خوار ہے جو فروری 1904ء میں مخزن میں شائع ہوئی۔ اس نظم میں بھی اقبال کی بچوں سے والہانہ محبت کا اظہار ملتا ہے۔ اس نظم میں اقبال نے بچے کی سادگی اور معصومیت کو بڑی خوب صورتی سے بیان کیا ہے وہ بچے سے سوال کرتے ہوئے اس کی نفسیات کے مطابق اس کی ذہنی سطح پر اتر کر بے ساختگی سے پوچھتے ہیں:

آہ کیوں دکھ دینے والی شے سے تجھ کو پیار ہے
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے یہ بے آزار ہے
گیند ہے تیری کہاں چینی کی بلی ہے کدھر
وہ ذرا سا جانور ٹوٹا ہوا ہے جس کا سر(6)

"بانگ درا" میں اقبال کی ایسی سات نظمیں شامل ہیں جو انہوں نے خالصتاً بچوں کے لیے لکھی ہیں "ایک پہاڑ اور گلہری"، "ایک مکڑا اور مکھی"، "ایک گائے اور بکری"، "ہمدردی"، "ماں کا خواب"، "پرندے کی فریاد"، "بچے کی دعا اس کے علاوہ "ایک پرندہ اور جگنو، بھی بچوں کے لئے ہے۔

نظم "ہندوستانی بچوں کا قومی گیت" بھی بچوں کے لیے ہی لکھی گئی ہے۔ اقبال نے اگرچہ بچوں کے لئے بہت زیادہ نہیں لکھا لیکن جو کچھ بھی لکھا اس میں بچوں کی نفسیات بچوں کو اپنے گرد و پیش کی چیزوں سے دلچسپی لینے ان کا بغور مشاہدہ کرنے اور پھر ان سے سبق حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ انھیں بچوں سے بہت دلچسپی تھی وہ انہیں آئندہ نسلوں کی امانت سمجھتے تھے اقبال کی نظم "بچے کی دعا": کو ہماری تہذیبی زندگی میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ شاید ہی کوئی طالب علم ایسا ہو جسے اس نظم کو نہ سنا ہو، اقبال کی نظم "طفل شیر خوار" کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال بچوں کو کھلانا، گود میں بٹھانا اور انہیں ہمیشہ ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے تھے، نظم "بچہ اور شمع" بھی بچوں کے ساتھ گہری محبت، دلچسپی اور نفسیات کو گہرائی سے جاننے کا اہم حوالہ ہے۔ اقبال کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظموں کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت کے لئے بھی فکر مند تھے۔ ان کی نظم "والدہ مرحومہ کی یاد" میں جہاں اعلیٰ فلسفیانہ خیالات ملتے ہیں وہاں وہ اپنے بچپن کو بھی حسرت سے یاد کرتے ہیں اقبال کے نزدیک اچھی انسانیت کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ ہر بچے کی صحیح تعلیم و تربیت کی جائے اور بچوں کی اعلیٰ تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لیے بہترین ادب تخلیق کیا جائے۔

اقبال کے نزدیک ہر متحرک چیز محبوبیت کا درجہ رکھتی ہے اقبال کو بچے اس لئے بھی محبوب ہیں کہ وہ اضطراری کیفیت کے حامل ہوتے ہیں، یعنی وہ پر سکون رہنے کی بجائے سراپا اضطراب ہوتے ہیں، بچوں کی اس فطری اضطراری حرکت کو وہ مفید سمجھتے ہیں۔ انھیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ہم ملت اسلامیہ میں تقریباً ساڑھے چھ سو سال سے پھر دوبارہ کوئی جلال الدین رومی جیسا مفکر پیدا نہیں کر سکے ان کو اس بات کا شکوہ ہے کہ

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے

وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی
نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی، بہت زرخیز ہے ساقی(7)

بچوں کے لئے لکھی گئی اقبال کی منظومات میں زبان کی سادگی، عام اور مفید معلومات، نصیحت کا پیرایہ اختیار کئے بغیر، اخلاقی تعلیم کا احساس، جذبے کی شدت، روانی اور اختصار اور موضوعات کا تنوع ملتا ہے۔ ان نظموں میں دوسروں سے ہمدردی، خوشامد سے دوری، احساس تکبر سے کنارہ کشی، خودی اور خودداری جیسے احساسات سے بھرپور مطابقت رکھتی ہیں اور ان کے ذوق پر ہر لحاظ سے پورا اترتی ہیں۔ اقبال ان نظموں کے ذریعے نہ صرف بچوں کو بہلاتے ہیں، انھیں تفریح پہنچاتے ہیں بلکہ وہ لاشعوری طور پر واعظ بنے بغیر ان کی اخلاقی تربیت بھی کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ عموماً ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ قاری اس سے کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ اخذ کرلیتا ہے۔ اچھائی اور برائی، خیر وشر، جھوٹ اور سچ کی وہ اس انداز سے کشمکش دکھاتے ہیں کہ نوعمر قاری بڑی آسانی سے خیر وشر میں فرق محسوس کرلیتا ہے۔

اقبال نے ان نظموں کے ذریعے کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق ضرور دیا ہے مگر وہ اخلاقیات کا براہِ راست درس نہیں دیتے وہ واعظ کی بجائے ایک شاعر، ادیب اور کہانی کار کا انداز اختیار کرکے بچوں کے کردار سازی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اسی لیے ان کی نظموں میں ایک شاعرانہ وجاہت موجود رہتی ہے وہ اپنی نظموں کو بالکل آسان اور سادہ بھی نہیں ہونے دیتے کہ بے مزہ محسوس ہوں۔ اس سلسلے میں محمود الرحمن کی رائے ہے:

"وہ اپنی نظموں کو اتنا آسان بھی نہیں کردیتے کہ حالی کی نظموں کی طرح بے مزہ معلوم ہوں(8)

بچوں کو مکالماتی انداز بہت پسند ہوتا ہے اقبال نے بچوں کے اس رجحان اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے بچوں کی نظموں میں مکالماتی انداز اختیار کیا ہے۔ ان نظموں میں بالکل ایک گفتگو کا انداز پایا جاتا ہے۔ اقبال نے ان نظموں میں عموماً دو جانوروں کے درمیان مکالماتی انداز اختیار کیا ہے بچوں کو جانوروں سے خاصی دلچسپی ہوتی ہے وہ انہیں شوق سے دیکھتے ہیں انھیں چھونے کی کوشش کرتے ہیں ۔اسی لئے اقبال جانوروں کی زبان سے بچوں کی ایسی اچھی باتیں بتادیتے ہیں کہ ان سے اُن کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ اقبال نے ان نظموں میں مترنم بحروں کا استعمال کیا ہے۔ انھیں اس بات کا علم ہے کہ بچے موسیقیت کو زیادہ پسند کرتے ہیں الفاظ کا انتخاب بھی ایسا ہے کہ وہ نغمگی سے بھرپور ہیں۔ محمود رحمن کا کہنا ہے۔

"معنی اور مطالب سے نا آشنا ہونے کے باوجود بچے اقبال کی نظموں کو اپنے سینے میں سمیٹ لیتے ہیں اس لئے کہ ان میں موسیقیت کی لہریں موجزن ہیں"(9)

اقبال کی ان نظموں میں وطن سے محبت کا جذبہ بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ "ترانہ ہندی" اور ہندوستانی بچوں کا قومی گیت" اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ اقبال نے ان نظموں کے ذریعے انسان دوستی اور حب الوطنی کا لازوال سبق دیا۔ ان نظموں کی ایک خاص بات یہ ہے

کہ ان منظومات پر انگریزی شاعری کا اثر غالب دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ بچوں کے ادب کے ضمن میں منظومات کا اخذ و استفادہ بیسوی صدی میں عام رہا ہے۔

1874ء میں حکومت پنجاب محکمہ تعلیم اور انجمن پنجاب کے باہمی اشتراک سے اور مولانا محمد حسین آزاد کی کوششوں سے نظمیہ شاعری کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ درسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جدید طرز کی سادہ دلچسپی سے بھرپور اور نصیحت آموز منظومات لکھنے کی طرف شعرا کو ترغیب دی جائے۔

محکمہ تعلیم نے شمالی ہند کے اکثر علاقوں میں اس تحریک کو فروغ دیا۔ اسماعیل میرٹھی نے اس تحریک پر لبیک کہا اور اسے بڑے خلوص سے اپنایا اور بچوں کے ادب کو تخلیق کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ پنجاب میں محکمہ تعلیم کی سرپرستی میں یہ تحریک جڑ پکڑتی گئی اور مختلف منظومات کے تراجم سامنے آنے لگے اس سلسلہ میں ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی رائے ہے۔

> "بیسویں صدی کے اوئل میں مسٹر نولٹن (پرنسل ٹریننگ کالج لاہور) نے مولانا حالی کی وساطت سے کچھ انگریزی مضامین کے منظوم تراجم کرائے اور یہ مجموعہ "اطوار بازیچہ" کے نام سے 1908ء میں شائع ہوا ممکن ہے درسی نظموں کی طرف اقبال کی توجہ محکمہ تعلیم کی بالواسطہ تحریک یا پروفیسر آرنلڈ کی تشویق کا نتیجہ ہو"(10)

اقبال نے بچوں کے لیے جن نظموں کو اردو میں منتقل کیا ہے ان میں سے بانگ درا میں چار نظموں کے ساتھ ماخوذ اور دو نظموں کے ساتھ ماخوذ اور شاعر کا نام بھی لکھا ہوا ہے "پرندے کی فریاد" ایسی نظم ہے جس کے ترجمہ یا ماخوذ ہونے کی وضاحت نہیں کی گئی مگر اس کی باوجود یہ نظم ولیم کوپر کی نظم'

"On a Gold Finch Starved to death in his cage"

سے مماثلت رکھتی ہے۔ اسی طرح ایک پرندہ اور جگنو بھی ولیم کوپر کی نظم

"The Nightingale and the Glowworm"

کا آسان ترجمہ ہے جبکہ بانگِ درا میں اس کا ترجمہ یا ماخوذ ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔ اس سلسلے میں پروفیسر حمید احمد کی رائے ہے کہ

> "جب یہ نظمیں پہلی مرتبہ مخزن یا کسی دوسرے رسالے میں طبع ہوئیں تو اقبال نے انہیں بطور ترجمہ پیش کیا بانگ درا میں یہ تفصیل نظر نہیں آتی اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جب عقیدت مند کارکنوں نے (بہ ایمائے اقبال) بانگ درا کے اشعار کی ترتیب و انتخاب کا کام اپنے ہاتھ لیا ان کے لیے تاثیر اور تاثر کے جھگڑے قابل اعتنا نہ تھے اس ضمن میں یاد رہے کہ اس صدی کے ربع اول تک اردو کے اہل قلم ترجمہ و اصل کے درمیان امتیاز نہیں کرتے تھے-"(11)

علامہ اقبال نے ان نظموں کے علاوہ بچوں کے لیے چند منظوم کہانیاں بھی لکھی تھی جو چند فنی کمزوریوں اور اقبال کے بلند ذوق پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے بانگ درا کا حصہ نہ بن سکیں اور انہیں مکمل متروک قرار دے دیا گیا۔ ان نظموں میں "محنت" "بچوں کے لیے چند نصیحتیں" ان نظموں میں سادگی کے علاوہ دوسری کوئی ایسی خوبی نہیں جس کی وجہ سے یہ بانگِ درا کا حصہ بن سکتیں اس کے علاوہ "شہد کی

مکھی "گھوڑوں کی مجلس" جہاں تک ہو سکے نیکی کرو" بھی ایسی نظمیں ہیں جو اقبال کے معیار پر پورا نہ اتریں اور اُنہوں نے انہیں اپنے کلام کا مستقل حصہ نہیں بنایا۔

اقبال نے بانگ درا کی اشاعت کے وقت بچوں کے لیے لکھی گئی جن نظموں کا انتخاب کیا ان میں اعلیٰ ادبی اور فنی محاسن موجود ہیں ، اگرچہ ان کا انداز واعظانہ نہیں ہے مگر پھر بھی وہ اپنے اندر بھرپور اخلاقی سبق رکھتی ہیں ان کی مشہور نظم مکڑا اور مکھی کو ہی پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مکھڑا مکھی کو کٹیا کے اندر آنے کی دعوت دیتا ہے لیکن مکھی مکڑے کی نفسیات سے بخوبی آگاہ ہے کہ اگر اس نے مکڑے کی دعوت قبول کر لی تو پھر اس کی خیر نہیں لہٰذا وہ اسے یہ کہہ کر انکار کر دیتی ہے کہ

"ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اٹھ نہیں سکتا -"(12)

مکڑا پھر خوشامد سے کام لیتا ہے اور مکھی کا دل نرم پڑ جاتا ہے آخر وہ اس کی باتوں میں آ کر اپنی جان گنوا دیتی ہے۔

انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں بُرا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا (13)

یہ بات کہہ کر مکھی اڑ کر مکڑے کے پاس آجاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کر مکھی کو اڑایا(14)

اقبال کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں زیادہ تر مکالماتی انداز میں ہیں ان کی زبان سادہ اور پُر تاثیر ہے یہ نظمیں ڈرامائی کیفیت سے بھرپور ہیں ان نظموں کے مطالعہ سے بچوں میں اعلیٰ اوصاف پروان چڑھتے ہیں ان نظموں کے توسل سے بچے چرب زبانی، خوشامد ، تکبر، خود غرضی احسان فراموشی اور غیبت جیسی برائیوں سے دور رہتے ہیں۔ اقبال کا کمال یہ ہے کہ وہ بڑے سیدھے سادھے انداز میں کہانی کا حاصل بچوں کے ذہن میں بیٹھا دیتے ہیں اور اس پر واعظانہ خشکی بھی پیدا نہیں ہونے دیتے بچوں کو کہیں بھی محسوس نہیں ہوتا کہ شاعر ہمیں کوئی نصیحت کر رہا ہے بلکہ شاعر اپنے کلام کی تاثیر سے بچوں کی سوئی ہوئی تمام حسیات کو بیدار کر دیتا ہے اقبال نے اپنی ان نظموں کے ذریعے بچوں میں اپنے وطن سے محبت کے جذبے کو بھی خوب بیدار کیا ہے علم کی شمع پر نثار ہونے کا گُر بھی اقبال نے ہی ہمیں اپنی نظموں کے ذریعے سکھایا ہے۔ غریبوں، درمندوں اور ضعیفوں سے انمٹ محبت بھی اقبال نے نسل نو کے ذہنوں میں ڈالی ہے اسی لیے آج بھی ہر بچہ یہی دعا مانگتا ہے۔

ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا(15)

حوالہ جات

1. عبدالقادر (شیخ) مدیر "مخزن" لاہور جنوری 1902ء ص 1

2. ایضاً ص 8

3. حنیف شاہد محمد "اقبال اور انجمن حمایت اسلام کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور 1976 ص 71

4. عبدالرزاق مولوی (مرتب) کلیات اقبال عماد پریس حیدر آباد دکن 1924ء ص 162

5. علامہ اقبال "کلیات اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018ء ص 55

6. ایضاً، ص 97

7. ایضاً، ص 350

8. محمود الرحمن "اردو میں بچوں کا ادب" نیشنل پبلشنگ ہاؤس کراچی 1970ء ص 231

9. ایضاً، ص 232

10. افتخار احمد صدیقی ڈاکٹر، عروج اقبال بزم اقبال لاہور 1987 ص 256

11. حمید احمد خان "اقبال کی شخصیت اور شاعری "بزم اقبال لاہور طبع اول 1974 ص 107

12. اقبال "کلیات اقبال" اقبال اکادمی پاکستان لاہور 2018ء ص 59

13- اقبال: کلیات اقبالؒ، ص 59

14- ایضاً، ص 60

15- ایضا، ص 61